© rasailojaraid.com

اَحکام وشرائع

نواب سید صدیق حسن خان

روزے کے مسائل تعلیم الصیام

اور مسائل تراویح

روزہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ جس طرح مسلمان اپنی اولاد کو سات برس کی عمر سے نماز کی عادت ڈالتے ہیں، اسی طرح بچوں کو روزہ بھی رکھواتے ہیں۔ اس لئے روزے کا طریقہ معلوم کرنا ہر مسلمان مرد عورت، بوڑھے اور بچے پر ضروری ہے۔ رمضان کے روزے شعبان ۲ ہجری میں فرض ہوئے تھے۔ اس کی فرضیت ویسی ہی ہے جیسے نماز کی۔ جو حکم نماز کے تارک کا ہے وہی حکم تارکِ صوم کا ہے جب بلا عذر نماز کو عمداً ترک کیا جائے، یا بلا عذر روزہ نہ رکھا جائے۔

فضیلتِ رمضان وصیام

حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ ''جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دوازے بند ہوجاتے ہیں، شیطان کو جکڑ بند کردیا جاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام 'ریان' ہے۔ روزہ دار اسی دروازے سے بہشت میں جائیں گے۔ جو کوئی رمضان میں روزہ رکھتا ہے، رات کو نماز پڑھتا ہے، شبِ قدر کو جاگتا ہے، اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ہوجاتا ہے۔ مگر روزہ، کہ اللہ تعالیٰ نے (حدیثِ قدسی میں) فرمایا: إلا الصوم فإنه لي وأنا أجزی به (عن ابی ہریرہ)

''لیکن روزہ چونکہ میرے لئے ہے، اس کا اجر بھی (بلا حساب) میں ہی دوں گا۔'' متفق علیہ

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک بوئے مشک سے بھی پاکیزہ تر ہوتی ہے۔ روزہ آتش دوزخ سے ڈھال ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ روزے میں گالی نہ بکے، شور نہ کرے بلکہ اس کو کوئی گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔ رمضان میں اللہ ہر رات کچھ مسلمانوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ مرفوعاً)

روزہ اور قرآن ...... مسلمان کی قیامت کے دن شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔

حدیثِ انسؓ میں آیا ہے: ''اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جو کوئی اس رات سے محروم رہا، وہ کل خیر سے محروم رہا۔'' (رواہ ابن ماجہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس مہینے میں جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اُجر میں فرض ادا کرنے کے برابر ہے، اور جو کوئی فرض بجا لاتا ہے وہ ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے۔ یہ مہینہ مؤاسات (ہمدردی) کا ہے، اس ماہ میں جو کسی کا روزہ افطار کراتا ہے تو اس کا رزق بڑھتا ہے، اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ دودھ کے ایک گھونٹ سے یا کھجور یا پانی سے افطار کرائے، اور جو کوئی کھانا کھلاتا ہے وہ روزِ قیامت نبی کریم ﷺ کے حوض کا پانی پیئے گا، پھر جنت میں جانے تک پیاسا نہ ہوگا۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل عشرہ رحمت ہے اور اوسط مغفرت اور آخر آگ سے آزادی ہے۔(مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان، بیہقی عن سلمانؓ)

آنحضرت ﷺ رمضان میں ہر قیدی آزاد کردیتے، ہر سائل کو عطا کرتے (ایضاً بروایت ابن عباسؓ)

جنّت رمضان کے لئے شروع سال سے سالِ آئندہ تک زینت کی تیاری کرتی ہے۔ چنانچہ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو بہشت کے پتوں کی ہوا عرش کے نیچے سے حورِعین پر چلتی ہے اور وہ کہتی ہیں:

”اے ربّ! تو اپنے بندوں میں سے ہم کو ایسے خاوند دے، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔“ (بروایتِ ابن عمر مرفوعاً)

رؤیتِ ہلال

حدیثِ ابن عمرؓ میں فرمایا ہے: ”روزہ نہ رکھو جب تک ہلال (پہلی رات کا چاند) نہ دیکھ لو اور اِفطار نہ کرو جب تک کہ ہلال کو نہ دیکھ لو، اگر بادل ہو تو اندازہ کرکے تیس دن کی گنتی پوری کرو۔“ (متفق علیہ)

رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کرنا ہے۔ نبی کریم نے ایک مسلمان شخص کے چاند دیکھنے پر روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ ابن عمرؓ کے ہلال دیکھنے پر (رواہ اہل السنن)۔ پس جب ایک قابل اعتماد شخص ہلال کو دیکھ لے تو رمضان کا روزہ واجب ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی نہ دیکھے تو شعبان کی گنتی پوری کرکے روزہ رکھے اور تیس روزے پورے کرے جب تک کہ ہلالِ شوال ظاہر نہ ہو۔ ایک شہر والوں نے جب چاند دیکھ لیا تو اب باقی شہر والوں کو ان کی موافقت کرنا لازمی ہے۔

نیتِ روزہ

زبان سے نیت کے الفاظ کہنا بدعت ہے، نیت درحقیقت دل کے فعل کا نام ہے۔ یہ نیت رات کو، فجر سے پہلے کرنی چاہئے۔ حضرت حفصہؓ سے مرفوعاً حدیث ہے کہ جس نے فجر سے قبل روزے کا عزم نہ کیا، اس کا روزہ نہ ہوا۔ (رواہ اہل السنن) بہتر یہی ہے کہ ہر رات کو کل کے روزہ کی نیت کرلی جائے۔ اگرچہ سارے رمضان کی ایک ہی بار نیت کرنا بھی بعض کے نزدیک روا ہے۔ عام دنوں میں روزوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وِصال (مسلسل روزہ) کرنا حرام ہے۔ ابوہریرہؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے وصالِ صوم سے منع فرمایا ہے۔ کسی نے کہا: آپ ﷺ تو وصال کرتے ہیں تو فرمایا:

أیّکم مثلی إنی أبیت یطعمنی ربی ویسقینی (متفق علیہ)

''یعنی کیا تم میری طرح ہو؟...... مجھ کو تو میرا ربّ کھلاتا پلاتا ہے۔''

افطار میں جلدی کی جائے!

حدیثِ سہلؓ میں فرمایا ہے: لوگ ہمیشہ خیریت سے رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کریں گے۔ (متفق علیہ)...... جب رات ادھر (مشرق کی طرف سے) آئے اور دن پیٹھ پھیرے اور سورج ڈوب جائے تو اب روزہ دار افطار کرلے۔ (بمتفق علیہ)......ابوہریرہؓ کے لفظ یہ ہیں: اللہ نے فرمایا: أحب عبادی إلیّ أعجلھم فطرا (رواہ الترمذی) یعنی ''میں اس بندے کو بہت دوست رکھتا ہوں جو روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔'' ...... روزہ کھجور سے افطار کرنا باعثِ برکت ہے، اگر نہ ملے تو پانی سے کھولے کہ یہ طہور (پاک کردینے والا) ہے...... جب تک افطار میں جلدی ہوا کرے گی، دین غالب رہے گا کیونکہ یہود ونصاریٰ اِفطار میں دیر لگاتے ہیں۔

افطار کی دعا

آنحضرت ﷺ جب روزہ کھولتے تو فرماتے:

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

''پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا، اگر اللہ نے چاہا۔'' (رواہ ابوداود عن ابن عمرؓ)

معاذ بن زہرہ نے کہا: آنحضرت ﷺ وقتِ افطار یوں کہتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ (ابوداود: ۲۳۹۸)

''یا اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔''

روزہ افطار کرانے کا ثواب

زید بن خالد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ''جس نے کسی کو روزہ افطار کرایا یا غازی کا سامان درست کردیا، اس کو ان کے برابر اجر ملے گا۔'' (روایت بیہقی ......اس کی سند صحیح ہے)

سحری

حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث میں ہے ''تم سحری کیا کرو، سحری کرنے میں برکت ہے'' (متفق علیہ) ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں یہی فرق ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ نہیں کھاتے۔ (صحیح مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن عمرو بن عاص) آنحضرت ﷺ نے سحری کا نام 'غذاءِ مبارک' رکھا ہے اور کھجور کو 'عمدۂ سحورِ مؤمن' فرمایا ہے۔ غرضیکہ سحر کے وقت تھوڑا بہت ضرور کھالے، ایک دو کھجور ہی سہی۔ سحری میں تاخیر کرنا اسی طرح مستحب ہے جیسے افطاری میں جلدی کرنا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت ہمیشہ خیریت سے رہے گی جب تک کہ سحور میں دیر کرے گی۔'' حضرت ﷺ کی نماز اور سحری کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا تھا جتنی دیر میں کوئی قرآن کی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

روزے کو نقصان دینے والے کاموں سے بچایا جائے!

حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے: ''جس شخص نے قولِ زُور اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ کو اس کے ترکِ طعام وشراب کچھ تعلق نہیں ہے۔'' (فتح الباری مع بخاری: ۱۰۴/۴)

قولِ زُور سے مراد کلامِ باطل ہے جیسے جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، کلمہ کفر بکنا، اِفترا کرنا، غیبت کرنا، بہتان باندھنا، تہمت لگانا، لعنت کرنا، گالی بکنا۔ **عمل بالزُّور** سے مراد فواحش کرنا ہے کیونکہ یہ گناہ میں زُور کے برابر ہیں۔ انسان پر یہ کام کرنے حرام ہیں اور ان سے بچنا واجب ہے۔ اللہ ایسے روزے قبول نہیں کرتا اور روزہ دار کو سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا...... جس کو احتلام یا صحبت کی وجہ سے نہانے کی حاجت ہو اور فجر ہو جائے تو وہ نہا کر روزہ رکھے۔ (متفق علیہ عن عائشہ مرفوعاً)

بھول کر کھالینا اور جن چیزوں سے روزہ باطل ہو جاتا ہے

''جس نے بھول کر کھالیا یا پی لیا تو وہ اپنا روزہ پورا کرے، اللہ نے اس کو کھلایا پلایا۔'' (متفق علیہ) اس پر کفارہ وقضا نہیں ہے۔ اور جس شخص نے عمداً (جان بوجھ کر) روزہ توڑ ڈالا وہ مثل کفارۂ ظہار کے کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ لگاتار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ کفارہ فقط جماع کرنے سے لازم آتا ہے، کسی اور سبب سے نہیں۔ اس لئے کہ اس شخص نے جس کو حضرت ﷺ نے اس کفارہ کا حکم دیا تھا، رمضان میں دن کے وقت جماع کیا تھا، لیکن ایک دوسری روایت میں فقط توڑنے کا ذکر آیا ہے، نہ کہ جماع کرنے کا...... واللہ اعلم!

بعض کے نزدیک بھول کر جماع کرلینا، بھول کر کھانے پینے کے مصداق ہے۔ روزہ عمداً کھانے سے اور عمداً قے کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے، نہ کہ قے کے خود بخود آنے سے۔ اگر قے ہوگئی تو روزے دار پر اس کی قضا نہیں ہے، ہاں عمداً قے کرے گا تو روزہ قضا کرنا پڑے گا۔ روزے میں مسواک کرنا، سرمہ لگانا درست ہے۔ اس کو ترمذی وغیرہ نے عامرؓ وانسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ گرمی و پیاس کی وجہ سے حالتِ صوم میں سر پر پانی بہانا درست ہے، خود حضرت ﷺ نے یہ کام کیا ہے۔ (رواہ مالک وابوداود)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''جس نے رمضان میں ایک روزہ بھی بغیر رخصت ومرض کے نہ رکھا، وہ اگر صومِ دہر (ہمیشہ روزہ) رکھے تب بھی اس روزے کی قضا نہ ہوگی۔'' (رواہ احمد والبخاری واہل السنن عن ابی ہریرۃ)

ان کے دوسرے الفاظ بروایتِ دارمیؒ یہ ہیں:

''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو ان کے روزے سے سوائے پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو ان کے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔''

ہم سے دلِ مردہ اگر رات کو جاگے تو کیا
چشم بیدار تو ہے پر دل بیدار نہیں

پھر جو شخص کسی عذرِ شرعی سے روزہ افطار کرے، اس پر روزے کا قضا کرنا واجب ہے، جیسے مسافر ومریض۔ اس قضا کا حکم خاص قرآن میں آیا ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْعَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر﴾ (البقرة:۱۸۵)

''جو شخص (رمضان میں) مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں یہ گنتی مکمل کرے۔''

اور حدیث میں حیض کو بھی عذر ٹھہرایا گیا ہے، یہی حکم نفاس کا بھی ہے۔ مسافر ومانند مسافر کے لئے رخصت ہے کہ روزہ ترک کردے لیکن اگر روزہ رکھنے سے ہلاکت کا خطرہ ہو یا غزوہ درپیش ہو تو پھر ترکِ روزہ ضروری ہے۔ میت پر اگر روزے رہ گئے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے، یہ اولیٰ وافضل ہے یا اس کی طرف سے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائے، یہ بھی کفایت کر جائے گا۔ (رواہ الترمذی عن ابن عمرؓ والصحیح أنه موقوف علیه) اور جو بوڑھا مرد یا زن اَدا وقضا سے عاجز ہو وہ بھی ہر دن کے عوض ایک محتاج کو کھانا کھلائے، اس پر کچھ قضا نہیں ہے۔ اسی طرح دودھ پلانے والی اور حاملہ بھی روزہ نہ رکھیں بلکہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ حکم بیان کیا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔

☆ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ''مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے، میں ان کی قضائی نہ کرسکتی مگر شعبان میں، بسببِ شغل کے۔'' (متفق علیہ) معلوم ہوا کہ جس سال کی قضا ہو، اس کو اسی سال میں مکمل کرے چاہے آخر سال میں، اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔

حدیثِ ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ ''کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ نفلی روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند (سفر پر نہ ہو، گھر میں) موجود ہو، مگر اس کی اجازت سے اور ایسے ہی کسی کو گھر میں نہ آنے دے مگر خاوند کی اجازت سے۔'' (رواہ مسلم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نفلی روزے

① شوال کے چھ روزے مستحب ہیں۔ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے، اس حساب سے گویا تمام سال کے روزے ہوگئے۔ اگر متصل نہ رکھ سکے تو آخر ماہِ شوال تک پورے کرلے۔

② ذوالحجہ کے ۹ دن کے روزے رکھے، ان میں زیادہ تر تاکید عرفہ کے دن (۹ ذوالحجہ) کی آئی ہے۔ عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ ایک سال گذشتہ، دوسرا سال آئندہ۔

③ عشرۂ محرم کے روزے مستحب ہیں خصوصاً عاشورہ (۱۰ محرم) کا کہ اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ یہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک دن اور ملا لے یعنی نواں دسواں۔ یہ روزہ اس شکرانہ کے طور پر رکھا جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرعون سے نجات دی۔

④ شعبان میں جتنے روزے رکھے بہتر ہے۔ حضرت ﷺ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ لیکن رمضان کے استقبال کے لئے شعبان کے آخری روزے خصوصی طور پر رکھنا ممنوع ہے۔

⑤ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ آنحضرت ﷺ ان دو دن میں اہتمام سے روزہ رکھتے اور فرماتے کہ میں پیر کے دن پیدا ہوا ہوں اور اِسی دن مجھ پر وحی اُتری تھی۔

⑥ ایامِ بیض کے روزے سنت ہیں جو کوئی ہر مہینے میں تین روزے چاند کی ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخ کو رکھتا ہے۔ پھر رمضان کو رمضان تک پورا کرتا ہے تو گویا اس نے صومِ دہر رکھا۔ یہ بھی آیا ہے کہ کبھی یہ روزے ہفتہ، اتوار، پیر کو رکھتے اور کبھی منگل، بدھ، جمعرات کو ...... وللکل وجهة

افضل نفلی روزہ: افضل نفلی روزہ یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے، ایک دن افطار کرے۔ حضرت داود علیہ السلام اسی طرح روزہ رکھتے تھے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ صوم میں انبیا کا طریقہ مختلف تھا۔ نوح علیہ السلام صائم الدہر تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے یا کئی دن تک۔ ہمارے حضرت ﷺ کبھی لگاتار رکھتے یہاں تک کہ یہ گمان ہوتا کہ اب افطار نہ کریں گے اور کبھی لگاتار افطار کرتے یہاں تک کہ یہ کہا جاتا کہ اب روزہ نہ رکھیں گے۔ لیکن سوائے رمضان کے کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے، یہ اس لئے کہ روزہ تریاق ہے اور تریاق کا استعمال بقدرِ مرض کیا جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مزاج سخت تھا اور حضرت داود علیہ السلام صاحبِ قوت و رزانت تھے، لڑائی کے وقت نہ بھاگتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضعیف البدن، فارغ البال، بے اہل و مال تھے۔ اس لئے ہر ایک نے اپنے حسبِ حال کو اختیار کیا۔ ہمارے حضرت ﷺ اپنے مزاج کے شناسا تھے۔ فوائدِ صوم وافطار کے عارف تھے، آپ ﷺ نے حسبِ صحت جو چاہا، اختیار کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حرام روزے

صومِ دہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) مکروہ ہے۔ حضرت نے فرمایا: **لا صام من صام الأبد** رواہ الشیخان عن ابن عمرؓ) ابوموسیٰ کے الفاظ مرفوعاً یہ ہیں: ''جس نے دہر کا روزہ رکھا، اس پر جہنم تنگ کی جائے گی، اس طرح پھر عقدِ تسعین (یعنی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے دائرہ تنگ بنا کر اشارہ) کیا۔'' (رواہ ابن حبان بسند صحیح)......اسی طرح صرف جمعہ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح صرف ہفتہ کو بھی، حدیثِ صماء میں اس کی ممانعت آئی ہے (رواہ احمد وغیرہ)۔ اسی طرح دونوں عیدوں کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ اس کو شیخین نے ابوسعیدؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔ اسی طرح صومِ ایام تشریق (۱۱ تا ۱۳ ذوالحجہ) سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح رمضان کے استقبال میں ایک یا دو روزے رکھنا بھی حرام ہے۔

اعتکاف کا بیان

مسجد میں کسی وقت بھی اعتکاف کرنا مشروع (باعثِ ثواب) ہے، اس کی رغبت دلائی گئی ہے۔ وقتِ معین کے ساتھ مخصوص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ ہاں رمضان میں اعتکاف کرنے کی زیادہ تاکید موجود ہے، خصوصاً عشرۂ اخیر میں۔ معتکف کو چاہیے کہ عمل صالح میں خوب کوشش ومحنت کرے۔ دن بھر تلاوت وذکر کرے، رات کو جاگے، تہجد پڑھے، شب ہائے قدر میں قیام کرے، اس سے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

<u>شبِ قدر:</u> شبِ قدر کی تعیین میں چالیس سے زیادہ اَقوال آئے ہیں۔ یہ رات رمضان کے ساتھ کچھ خاص نہیں ہے☆۔ سال بھر میں چلتی پھرتی رہتی ہے۔ جس سال قرآن اُترا تھا، اس سال میں اتفاقاً یہ رات رمضان ہی میں آپڑی تھی لیکن رمضان میں اس کا غالب اِمکان ہے۔ طاق راتوں میں ہوا کرتی ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ کی تاریخوں میں زیادہ ممکن ہے۔ پاخانہ، پیشاب کے سوا معتکف کو کسی کام کے لئے باہر نہ آنا چاہئے۔ مگر باہر آنے سے اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا، ہاں کھانے پینے کے لئے نہ نکلے۔ معتکف کو سر دھونا، کنگھی کرنا وغیرہ جائز ہے۔ بیمار کی عیادت اور نماز جنازہ کے لئے بھی نہ نکلے۔ راہ چلتے بیمار کا حال پوچھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

(تاریخ تحریر: ۷؍جمادی الآخرۃ ۱۳۰۵ھ)

☆نواب صدیق حسن خانؒ کا یہ موقف جمہور علمائے اُمت کے مخالف ہے۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

...... **فوائدِ چند** (ازمولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ) ......

رمضان شریف سخاوت کرنے کا مہینہ

رسول کریم ﷺ یوں تو جود و سخا کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے لیکن بالخصوص رمضان میں بہت ہی سخاوت فرماتے تھے کما ورد فی الصحیحین عن ابن عباس قال: کان النبی ﷺ أجود الناس بالخیر وکان أجود ما یکون فی رمضان (لطائف المعارف: ص۱۷۲، لابن رجب؛ بخاری: ۱۹۰۲)

ایک حدیث میں ارشاد ہے: أفضل الصدقة صدقة فی رمضان (أخرجه الترمذی عن أنس (لطائف) یعنی ''رمضان کا صدقہ بہترین صدقہ ہے۔'' امام شافعیؒ کا ارشاد ہے:

أحب للرجل الزیادة بالجود فی رمضان اقتداء برسول الله ولحاجة الناس فیه إلی مصالحهم ولتشاغل کثیر منهم بالصوم والصلوٰة عن مکاسبهم (لطائف، ص۱۷۹)

''انسان کو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے رمضان المبارک میں خوب خوب خرچ کرے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں مسلمانوں کی بہت سی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے لوگ دن کے روزوں اور رات کے قیام کی وجہ سے کمانے میں زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔'' (مالداروں کو چاہئے کہ وہ ایسے لوگوں کی طرف دستِ تعاون بڑھائیں تاکہ وہ اطمینان سے عبادتِ الٰہی میں مصروف رہ سکیں)

ایک بزرگ اپنے اساتذہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

إذا حضر شهر رمضان فانبسطوا فیه بالنفقة فإن النفقة فیه مضاعفة

''رمضان شریف میں دل کھول کر خرچ کرو کیونکہ اس میں فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا اجر کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔'' (لطائف، ص۱۵۹)

تلاوتِ قرآن کی کثرت

کان السلف یتلون القرآن فی شهر رمضان فی الصلوٰة وغیرها

''رمضان شریف میں ہمارے بزرگ اسلاف نماز میں نیز اس کے علاوہ بھی قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کیا کرتے تھے۔'' (لطائف المعارف، ص۱۸۱)

قیامِ رمضان (تراویح)

تلاوتِ قرآن کی بہترین شکل اسے نماز میں پڑھنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی رمضان کی راتوں میں قیام فرمایا اور اس کی ترغیب بھی دی، اگرچہ اس کو فرض نہیں گردانا۔ عوام میں تراویح کو روزے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لئے جو شرط سمجھا جاتا ہے، یہ غلط خیال ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے :أن رسول اللهﷺ كان يرغب الناس فى قيام رمضان من غير أن يأمرهم بعزيمة (سنن نسائی وغیرہ)

''رسول اللہ ﷺ لوگوں کو رمضان کے قیام کی خوب خوب ترغیب دیا کرتے تھے، اگرچہ اس کو فرض نہیں قرار دیتے تھے۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ

أن رسول اللهﷺ ذكر شهر رمضان فقال: إن رمضان شهر افترض الله صيامه وانى سننت للمسلمين قيامه (سنن نسائی، ص ۲۵۰، ج ۱، مکتبہ سلفیہ، لاہور)

''نبی کریم ﷺ نے رمضان شریف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی راتوں کا قیام میری سنت ہے۔''

تراویح کی وجہ تسمیہ

رمضان میں عشاء کی نماز کے بعد طلوعِ صبح صادق سے پہلے جو نفلی نماز ادا کی جائے، اسے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قیامِ رمضان سے تعبیر کیا جاتا تھا جو باجماعت تو عہدِ نبویؐ میں چند دن ہی پڑھی گئی مگر حضرت عمر فاروقؓ نے اس کا باجماعت بھی اہتمام فرما دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لمبی قراءت ہونے کے باعث ہر چار رکعت کے بعد آرام کر لیا جاتا تھا۔ شاید صحابہؓ ہی کے زمانے میں اس آرام کا نام 'ترویحہ' رکھ لیا گیا، جس کی جمع تراویح ٹھہری۔ اس تعبیر کی اصل، آثارِ صحابہؓ میں ملتی ہے۔ (دیکھئے سنن بیہقی، ص ۴۹۷، ج ۲...... فتح الباری، صفحہ ۳۱۵...... قیام اللیل، ص ۹۲، ص ۹۹)

قیامِ مسنون

آنحضرت ﷺ تراویح مع وتر ۱۱ رکعات پڑھا کرتے تھے، جس پر مندرجہ ذیل تین حدیثیں صاف طور پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے ایک اور جابرؓ سے دو......

حدیث عائشہؓ: عن أبى سلمة أنه سال عائشة كيف كانت صلوٰة رسول اللهﷺ فى رمضان فقالت ماكان يزيد فى رمضان ولا فى غيره على إحدى عشرة ركعة (موطأ محمد، باب قیام رمضان)

''صحیحین اور موطأ امام محمد میں حضرت ابوسلمہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کے قیامِ رمضان کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا آپ کا قیام رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔''

یاد رہے کہ یہ روایت امام بخاریؒ وغیرہ محدثین نمازِ تراویح کے ذیل میں لائے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث جابرؓ: عن جابر قال صلی رسول اللهﷺ فی رمضان لیلة ثمان رکعات والوتر فلما کان من قابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا أن یخرج إلینا فلم نزل فیه حتی أصبحنا قال إنی کرهت وخشیت أن یکتب علیکم الوتر

[فتح الباری، ص ۵۹۷، ج ۱...... قیام اللیل ص ۹۰ للمروزی...... معجم صغیر طبرانی، ص ۱۰۸...... میزان الاعتدال للذہبی ص ۲۸۰، ج ۲، وقال سندہ وسط، وقال القاری الحنفی صح عنه أنه صلی لهم ثمان رکعات والوتر (مرقاۃ ص ۱۷۴، ج ۲ طبع قدیم مصر)]

''آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ رات ہم لوگوں کو باجماعت آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں، بعد میں وتر پڑھے گئے۔ دوسری رات بھی ہم مسجد میں اکٹھے ہو کر آپ کا انتظار صبح تک کرتے رہے۔ صبح کو آپ تشریف لائے اور فرمایا: میں نے آج باجماعت تراویح پڑھنا اس لئے مناسب نہیں سمجھا تاکہ تم لوگوں پر رمضان کا قیام کہیں فرض نہ ہو جائے'' اس روایت کی سند اچھی ہے۔

ملا علی قاری حنفیؒ نے اس روایت کو دو جگہ صحیح تسلیم فرمایا ہے۔

حدیث جابرؓ : جاء أبی بن کعب فی رمضان فقال یارسول اللهﷺ! کان منی اللیلة شئ قال: وماذاك یا أبی؟ قال نسوة داری قلن: إنا لانقرء القرآن فنصلی خلفك بصلاتك، فصلیت بهن ثمان رکعات والوتر، فسکت عنه وکان شبه الرضا (رواہ ابویعلی وقال الہیثمی: سندہ حسن...... آثار السنن ص ۵ جلد ۲ مصنفہ مولانا نیموی حنفی مرحوم...... قیام اللیل ص ۹۰، وسندہ وسط)

''حضرت اُبی بن کعبؓ نے بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضورؐ آج رات ایک بات ہوگئی ہے۔ فرمایا اُبی! وہ کون سی؟ عرض کیا گھر کی عورتوں نے کہا ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں۔ ہم چاہتی ہیں کہ تمہارے پیچھے تراویح پڑھ لیں، تو میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھا دیئے۔ آپؐ نے سکوت فرمایا (یعنی اس بات کو پسند فرمایا) اس حدیث کی سند بھی حسن ہے۔''

ان تینوں روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں آٹھ تراویح ہی پڑھی گئی ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ نے بھی آٹھ رکعت پڑھیں اور صحابہؓ نے بھی آٹھ ہی ادا کیں۔

گیارہ رکعت کا فاروقیؓ حکم

محمدبن یوسف عن السائب بن یزید أنه قال أمر عمر بن الخطاب أبی بن کعب وتمیما الداری أن یقوما للناس بإحدای عشرۃ رکعة

(موطأ امام مالک...... قیام اللیل مروزی، ص ۹۱...... شرح معانی الآثار ص ۱۷۳، ج ۱)

''سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اُبی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ گیارہ رکعت مع وتر لوگوں کو پڑھایا کریں۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ائمہ کے مسالک

عام کتابوں میں یہ شہرت ہے کہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد تینوں امام اور ان کے متبعین بیس رکعت 'مسنون' کے قائل ہیں لیکن ذرا مطالعہ کو وسعت دی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ائمہ اور محققین فقہا بیس رکعتوں کو استحباب ہی کا درجہ دیتے ہیں، سنتِ مؤکدہ کا نہیں، اس پر قرائن یہ ہیں:

① قیام اللیل میں ہے کہ امام احمدؒ سے سوال ہوا:

كم من الركعة يصلى في قيام رمضان؟ فقال: قد قيل فيه ألوان نحوا من أربعين ، إنما هو تطوع ''قیامِ رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھی جائیں تو فرمایا اس میں تقریباً ۴۰ر اقوال مروی ہیں۔ یہ تو ایک نفلی نماز ہے۔''

② امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

رأيت الناس يقومون بمكة بثلاث وعشرين وبتسع وثلاثين وليس في شيئ من ذلك ضيق (فتح الباری: ص۳۰۷، ج۲)

ولأحد ينتهي إليه كأنه نافلة وإن أطالوا القيام وأقلّوا السجود فحسن وهو أحب إلى (قیام اللیل ص۹۲)

''مکہ میں لوگ بیس پڑھتے ہیں اور مدینہ میں ۳۶، اس پر کوئی خاص پابندی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حد بندی ہوسکتی ہے کیونکہ نفلی نماز ہی تو ہے۔ ہاں قیام لمبا کر کے رکعتیں کم کرلیجائیں تو مجھے زیادہ پسند ہے۔'' (مثلاً طویل قیام کے ساتھ آٹھ رکعات)

③ امام مالکؒ سے اگرچہ ۲۰، ۳۹، ۴۰ کا قول مروی ہے لیکن انہوں نے ترجیح آٹھ ہی کو دی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ آٹھ رکعت سنت ہیں باقی مستحب۔ امام ابوبکر محمد بن الولید طرطوشیؒ (ف ۵۲۰ھ) نے امام مالکؒ کا عمل نقل کیا ہے:

والذي أخذ به في نفسي في قيام شهر رمضان الذي جمع عمر عليه الناس إحدى عشرة ركعة بالوتر وهي صلوٰة النبي ﷺ ووجه ما اختاره مالك اتفاق أهل المدينة (کتاب الحوادث والبدع: ص۵۲، للطرطوشیؒ) وهو اختياره مالك لنفسه واختاره ابن العربي (عمدۃ القاری: ص۳۷۵، ج۵)

''امام مالک نے فرمایا مجھے وہی طریقۂ عمل پسند ہے جس کا حضرت عمرؓ نے حکم فرمایا اور وہ وتر سمیت گیارہ رکعت ہے اور وہی رسول ﷺ کا قیامِ رمضان تھا اور اس پر اہل مدینہ کا متفقہ عمل تھا۔''

ابوبکر ابن العربی مالکیؒ کا فیصلہ

چھٹی صدی ہجری کے مالکی محدث قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کہتے ہیں کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والصحیح أن یصلی إحدی عشرۃ رکعۃ صلوۃ النبی ﷺ وقیامه وأما غیر ذلك من الأعداد فلا أصل له ولا حدّ فیه وإذا لم یکن بد من الحد فما کان النبی ﷺ یصلی فوجب أن یقتدی بالنبی ﷺ (عارضۃ الاحوذی: ۱۹/۴، مصر)

''صحیح گیارہ رکعت ہی ہیں، کیونکہ یہی آنحضرت ﷺ کی نماز تراویح تھی۔ باقی نفلوں کی کوئی حد بندی نہیں ہے پس ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اقتدا کی جائے۔''

علامہ ابن ہمامؒ اور دوسرے فقہائے حنفیہؒ

آٹھ رکعت تراویح والا مسئلہ اپنے اندر اس قدر دلیل کی طاقت رکھتا ہے کہ علامہ ابن ہمامؒ جیسے حنفی فاضل اس کے اعتراف پر مجبور ہوگئے حالانکہ علامہ کی تحریروں کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ علامہ کا حنفی مسلک کو مدلل بنانے میں کس قدر دخل ہے۔ اس مسئلہ پر آپ نے شرح ہدایہ میں بڑی تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے اور آخر میں فرمایا ہے:

فتحصل من هذا کله إن قیام رمضان سنة إحدی عشرۃ رکعة بالوترفیکون سنة وکونها عشرین سنة الخلفاء فیکون مستحبا وظاهر کلام المشائخ أن السنة عشرون ومقتضیٰ الدلیل ما قلنا انتہی ملخصًا (فتح القدیر: ۴۶۸/۱)

''نتیجہ یہ ہے کہ گیارہ رکعت سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں، اگرچہ فقہاءِ حنفیہ بیس کو سنت ہی قرار دیتے ہیں لیکن دلیل کا تقاضا وہی ہے جو ہم نے کہا ہے۔''

مصنف البحر الرائق (۷۲/۲) نے بھی اسی مسلک کو پسند فرمایا ہے۔

۲۰ رکعت والی روایت

رہی ابن عباسؓ کی روایت: **أنه ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة** (کہ آنحضرت ﷺ نے ۲۰ رکعت تراویح پڑھی تھیں) تو وہ روایت سخت کمزور ہے اس میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ہے جس کے ضعف پر سب متفق ہیں، پھر وہ حدیث صحیح (بخاری) کے بھی خلاف ہے۔ **ضعیف بأبی شیبة إبراهیم بن عثمان متفق علی ضعفه مع مخالفته للصحیح** (فتح القدیر: ۴۶۷/۱)

ایسے ہی 'عینی' شرح صحیح بخاری اور مرقاۃ میں ہے لہٰذا یہ دلیل نہیں بن سکتی۔

تراویح باجماعت

یہ نماز آنحضرت ﷺ نے تو تین دن ہی باجماعت ادا فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری وقیام اللیل للمروزی) ہاں حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کے لئے باقاعدہ حکم نافذ فرمایا۔ اس لئے افضل یہی ہے کہ نمازِ تراویح باجماعت ہی ادا کی جائے۔ مندرجہ ذیل ایک مرفوع حدیث سے بھی اس پر علماء نے استدلال فرمایا ہے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام احمدؒ کا مسلک بھی یہی ہے

أن النبي ﷺ قال إذا قام مع الإمام حتى ينصرف، كتب له بقية ليلته قال أحمد: يقوم مع الناس حتى يوتر معهم ولا ينصرف حتى ينصرف الامام

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر (رمضان کی راتوں میں تراویح کی نماز باجماعت کی) تکمیل امام کے ساتھ کی جائے تو پوری رات کے قیام کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔ اسی بنا پر امام احمدؒ فرماتے تھے کہ دیر تک امام کے ساتھ تراویح ادا کرنا بہتر ہے۔'' (قيام الليل للمروزی ص ۱۱)

رکعاتِ تراویح کے درمیان میں ذکر، اذکار

رکعتوں کے درمیان کوئی خاص ذکر رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے مروی نہیں اور جو عام طور پر مشہور ہے (یعنی سبحان ذي الجبروت والملكوت ...... الخ) اس کا کوئی اصل نہیں۔ البتہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے ایک ذکر منقول ہے جسے وہ تراویح کے اثنا میں پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت امامؒ کے معمولات وفتاویٰ عام طور پر کسی حدیث واثر پر ہی مبنی ہوتے ہیں، اس لئے اگر تراویح کے درمیانی عرصہ میں وہ ذکر کرلیا جائے تو درست ہے۔ حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں: (بدائع الفوائد، ص۱۱۰ جلد۴)

رأيت أحمد يقعد بين التراويح ويردد هذا الكلام: "لا اله الا الله وحده لا شريك له استغفرالله الذى لا اله الاهو" ''امام احمدؒ تراویح کے درمیان بیٹھتے اور یہ کلمات بار بار پڑھا کرتے تھے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ......"

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں تین نئے شعبوں کا افتتاح

عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید نصاب تعلیم...... ایم اے کی سطح پر ہر شعبہ کی علیحدہ کلاسیں

شعبہ قرآن وتفسیر — شعبہ حدیث وسیرت — شعبہ تقابل ادیان

داخلے کی تاریخ: ۱۹ ستمبر ۲۰۰۲ء — بنیادی اہلیت: بی اے یا شہادۃ عالیہ — نشستیں: ہر شعبہ میں ۵۰

ڈاکٹر عبدالرءوف ظفر، شعبہ حدیث وسیرت، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، فون 20-9250319

رمضان المبارک میں اپنے زکوۃ و صدقات سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں

ماہنامہ 'محدث' سے ملحق منفرد نوعیت کی دینی درسگاہ **جامعہ لاہور الاسلامیہ**

خواتین کے لئے **اسلامک انسٹیٹیوٹ** اور دیگر متعدد ادارے (فہرست صفحہ آخر پر)

آپ حضرات کے صدقات وزکوٰۃ سے ہی مصروفِ عمل ہیں

جامعہ لاہور الاسلامیہ کے اخراجات (سال ۲۰۰۲ء) **69** لاکھ روپے سے متجاوز ہیں

اس نیک کام میں اپنی زکوٰۃ وصدقات سے تقویت پیدا کریں اور اللہ کے ہاں اپنا اجر محفوظ پائیں!

اکاؤنٹ: A/c:1332، یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 5866476,5866396 (مولانا اقبال نوید)

© rasailojaraid.com